HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

”طلسم ہوشربا“ ایک منفرد داستان

"Tilism-e- Hoshruba" a unique tale

عارف محمود

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، گیریژن یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی شاہد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

In the late 19th century, the story that became a household name throughout India was the tale of Talism-e-Hoshruba. This is the first work in Urdu literature that encompasses all the attistic elements of storytelling with full detail and elaboration. It features battles, gatherings, beauty and love, cunning and magic on such a grand scale with such a high standard that it is unparalleled in other Urdu tales. Jah and Qamar created this unique master piece beautifully presengting the culture and language of Lukhnow. Undoubtedly, Tilsim-e-Hoshruba is a rare and exceptional artistic marvel of Urdu literature.

Keywords: Tilsim-e-Hoshruba, beauty, love, tale, cunning.

”داستانِ امیر حمزہ“ اردو ادب کی سب سے طویل داستان ہے۔ یہ آٹھ دفاتر، چھیالیس ضخیم جلدوں اور تقریباً چوالیس ہزار صفحات پر محیط ہے۔ دفتر پنجم کے سوا اس کے تمام دفاتر کی کچھ نہ کچھ فارسی اصل مل جاتی ہے اور دفتر پنجم کے سوا دیگر دفاتر فارسی زبان سے ترجمہ شدہ ہیں لیکن اس کا دفتر پنجم جو ”طلسم ہوشربا“ پر مشتمل ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس دفتر میں جو داستانیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کا کوئی فارسی ماخذ آج تک منظر عام پر نہیں آیا۔ اس داستان کا سماعی ڈھانچہ میر احمد علی نے جو کہ ایک بہت بڑے داستان گو تھے۔ انھوں نے سن ستاون سے قبل رام پور میں تیار کیا۔ ان کی سماعی روایت اور چھوڑے ہوئے پتوں سے سید محمد حسین جاہؔ لکھنوی اور منشی قمر حسین نے ”طلسم ہوشربا“ کا شاہکار تیار کیا۔ اس داستان کی اشاعت مطبع نول کشور کے وسیلے سے 1883ء سے لے کر 1893ء تک کے درمیان ہوئی۔ ”طلسم ہوشربا“ کی ابتدائی چار جلدیں محمد حسین جاہؔ نے تصنیف کین۔ اس کے بعد جاہؔ کا مالکانِ مطبع سے جھگڑا ہو گیا اور بقیہ داستان کی تکمیل کے لیے منشی قمر حسین کا تقرر ہوا۔ منشی قمر حسین نے ابتدائی طور پر ”طلسم ہوشربا“ کی تین جلدیں جلد پنجم تا ہفتم تصنیف کیں۔ چونکہ جلد پنجم کی ضخامت بہت بڑھ گئی تھی اس لیے اس جلد کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ جلد پنجم اول اور جلد پنجم دوم۔ اس طرح ”طلسم ہوشربا“ کی آٹھ جلدیں جاہؔ اور قمرؔ نے لکھیں۔ بعد میں قمرؔ نے ”بقیہ طلسم ہوشربا“ کے نام سے دو جلدیں مزید لکھیں۔ اس طرح اس داستان کی کل جلدوں کی تعداد دس ہو گئی۔

”طلسم ہوشربا“ بنیادی طور پر جاہؔ اور قمرؔ نے خود تصنیف کی۔ مطبع نول کشور اور خود مصنّفین محض اس وجہ سے اسے فارسی سے ترجمہ قرار دیتے تھے کہ اس دور میں فارسی تصانیف کی قدر و قیمت اردو تصانیف سے کہیں بڑھ کر تھی۔ اس حوالے سے عابد رضا بیدارؔ لکھتے ہیں:

> ”دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناطہ جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے بلکہ داستان کے ایک کسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔۔۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کا بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گرو کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے۔“(1)

”داستانِ امیر حمزہ“ کی تمام داستانوں میں سے ”طلسم ہوشربا“ سب سے زیادہ مقبول ہوئی اور مطبع نول کشور نے اس کی مختلف جلدوں کو بار بار شائع کیا۔ مطبع کے کارپردازان چاہتے تھے کہ ”طلسم ہوشربا“ کے ذریعے ”داستانِ امیر حمزہ“ کا رنگ پہلے اچھی طرح جم جائے اور پھر وہ اس سلسلے کی دیگر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

داستانوں کو شائع کریں۔ ''طلسم ہوشربا'' کی مقبولیت اور شہرت کی متعدد وجوہات تھیں جن میں اس کی عبارت آرائی، متنوع اور رنگارنگ اسلوب، تخیل کی جولانی، عیاریوں اور جنگوں کا طویل سلسلہ، کرداروں کی بہتات، وقوعاتِ رزم و بزم کی فراوانی اور سحر و ساحری کا وفور ہے۔

''طلسم ہوشربا'' کے خصائص میں سے ایک بڑی خصوصیت اس کا جحیم و ضخیم ہونا ہے۔ اگرچہ گیان چند اور سہیل بخاری اس کی طوالت کے شاکی ہیں لیکن مجموعی طور پر اس طوالت نے قارئین کی تفریح کا بھرپور سامان فراہم کیا ہے۔ اس داستان کے دونوں مصنّفین جاہ اور قمر داستان کے درمیان میں بار بار اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اختصار نگاری کے قائل ہیں۔ لیکن اس کے برعکس عملی طور پر وہ تفصیل نگاری اور جزئیات نگاری کی روش پر ہی چلتے ہیں۔ اگرچہ خال خال وہ اختصار نگاری کی ترکیب بھی آزماتے ہیں۔ لیکن اکثر و بیشتر وہ قصے سے قصہ اور شاخسانے سے شاخسانہ نکالتے چلے جاتے ہیں اور کہانی ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ''طلسم ہوشربا'' کی ضخامت اور طوالت کے حوالے سے حافظ علی بہادر خاں لکھتے ہیں:

> ''، ''طلسم ہوشربا'' ہندوستان کے افسانوں میں سب سے طویل ہے اور اگر اُن افسانوں کو بھی شامل کر لیا جائے جو طلسم ہوشربا کے ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور جن کے قصے طلسم ہوشربا کے قصہ سے پیدا ہوئے ہیں یا جن سے طلسم ہوشربا کے قصے کا جوڑ ملا ہوا ہے تو غالباً نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے افسانوں میں طویل ترین ثابت ہو گا۔ ''(2)

''طلسم ہوشربا'' اردو کے واحد داستان ہے جس میں داستان کے تمام لوازم رزم، بزم، حسن و عشق، عیاری، طلسم اور طوالت بڑے پیمانے پر پائے جاتے ہیں۔ پھر یہ داستانی عناصر نہ صرف بڑی تعداد میں اس داستان میں ملتے ہیں۔ بلکہ ان کا معیار بھی دیگر ہم عصر اور بعد میں آنے والی داستانوں سے بہت بلند ہے۔ رزم کے حوالے سے دیکھیں تو اس طلسم میں جگہ جگہ رزمیہ واقعات موجود ہیں۔ تلوار، نیزے، بھالے، تیر اور سپروں کی لڑائی ہے۔ ایک جنگ ختم ہوتی ہے تو دوسری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ بہادروں کی بہادری، پہلوانوں کی پہلوانی، زور آوروں کی زور آوری کا یہاں خوب امتحان ہوتا ہے۔ ''طلسم ہوشربا'' کے میدان میں اپنی جرات، دلیری اور شجاعت دکھانے کا سب کے لیے موقع ہے۔ اس داستان میں جمود اور یکسانیت کہیں نہیں بلکہ ہر لحہ کوئی نئی مہم، نئی جستجو اور نئی آزمائش درپیش ہے۔ ''طلسم ہوشربا'' کی دنیا بڑی متنوع ہے۔ یہاں نیکی اور بدی، خیر اور شر، جنگ اور امن، محبت اور حسد، آزمائش اور آسائش، تنگی اور کشائش، سبھی کچھ سبھی جگہ سبھی کے لیے میسر ہے۔ اس داستان کی متنوع کائنات کے حوالے سے کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

> ''رزم کی اگر خواہش ہے تو ہمیں گوئے و ہمیں میدان۔۔۔ بزم کی طرف میلان ہے تو سامانِ عیش و عشرت نظارہ دیتے ہیں کہیں جنگ کا ہنگامہ ہے۔۔۔ کسی طرف معشوقانِ عاشق خصال کا جمگھٹا ہے۔۔۔ ابھی عیش و عشرت کا سامان ہے تو ابھی رنج و الم اور درد و مصیبت کی دشوار گھاٹیوں سے گزرنا ہے۔ ''(3)

''طلسم ہوشربا'' میں ایک طرف اسلامیوں کا لشکر ہے اور دوسری طرف لقاپرست اور افراسیاب کے حامی ہیں۔ سردارانِ اسلام کو ایک لاکھ اسی ہزار عیاروں کی مدد حاصل ہے جب کہ لقاپرستوں کے پاس لاکھوں کی تعداد میں ساحر اور جادوگرنیاں ہیں۔ اس داستان میں افواج کی شان و شوکت، لشکروں کی سجاوٹ، بہادروں کی سلح شوریاں، مرکبوں کی اٹھانیں، پہلوانوں کی زور آزمائیاں، جادوگرنیوں کی شعبدہ بازیاں، شہروں کی رونق، میلوں کی ریل پیل سبھی کچھ موجود ہے۔ لشکرِ اسلام کی شان و شوکت بہت مرعوب کر دینے والی ہوتی ہے۔ مگر اس تمام تر تزک و احتشام کے باوجود شاہ جادواں افراسیاب کا فرستادہ کوئی معمولی سا ساحر اس سارے جاہ و جلال کو پل بھر میں خاک میں ملا دیتا ہے۔ دوسری طرف داستان گو لشکرِ کفار کے کر و فر سے طبقۂ زمین کو ہلا دیتا ہے۔ سارے ماحول پر جادوگروں کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ مگر اچانک لشکرِ اسلام کا کوئی عیار خوف دہشت سے معمور اس منظر نامے میں داخل ہوتا ہے اور لقا پرستوں کے قتلِ عام اور لوٹ مار سے بازی اسلامیوں کے حق میں پلٹ دیتا ہے۔ اس طرح داستان میں کسی ایک منظر کو استقرار نہیں بلکہ لحہ بہ لحہ اور پل پل صورتِ حال بدلتی رہتی ہے۔

''طلسم ہوشربا'' میں واقعات بہت تیزی سے پیش آتے ہیں۔ ابھی ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کی تیاری ہو رہی ہے۔ طبلِ ازم پر چوب پڑی ہے طرح

طرح کا اسلحہ نکالا، سنبھالا اور سجایا جارہا ہے، میدانِ کارزار کی صفائی اور آراستگی ہو رہی ہے، مبارز طلبی ہو رہی ہے۔ لڑائی آغاز ہوتی ہے لاشے پر لاشہ گر رہا ہے کبھی مسلمان تو کبھی ساحروں کو فتح مل رہی ہے۔ پھر اچانک طبلِ آسائش بجایا جاتا ہے، زخمیوں کی زخم دوزی ہوتی ہے فتح کا جشن منانے اور شکست کا غم مٹانے کے لیے فاتح اور مفتوح دونوں رقص و سرود کی محفل سجانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

عیش و آرام، فرصت اور جشن و طرب کے یہ لمحات بھی عارضی ثابت ہوتے ہیں پھر کوئی نیا معرکہ، نیا مرحلہ، نئی آزمائش درپیش ہتی ہے۔ اس طرح داستان میں تحرک اور تغیر پذیری کی ایک لہر رواں دواں رہتی ہے۔ ''طلسم ہوشربا'' میں صورت حال کس طرح اچانک ڈرامائی طور پر تبدیل ہوتی ہے۔ اس کی ایک مثال طلسم ہوشربا جلد اول ص نمبر 64 پر موجود ہے جہاں شہزدہ اسد اپنے ماموں بدیع الزماں کی رہائی کے لیے ''طلسم ہوشربا'' میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں وہ ایک انتہائی دلکش اور خوبصورت باغ کو سامنے پاتا ہے۔ وہ ابھی اس باغ کی خوبصورتی کے سحر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے کہ اچانک منظر بدل جاتا ہے:

> ''یکایک صدا قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اس کے کِھل گئے اور پھولوں کے کے اندر سے اژدہوں کے منہ ہزاروں پیدا ہوئے قلہ ہائے آتش چھوڑ کر دم جو اژدھوں نے کھینچے شاہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرد گاہ و بار گاہ اُن کے منہ میں چلا گیا اور اسد تنہارہ گیا چبوترہ سے اوتر کر اپنے رفیقوں کی طرف دوڑا پھر ایک آواز تڑاقے کی آئی۔ پیچھے پھر کر جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس کے پر نکل آئے ہیں۔''(4)

''طلسم ہوشربا'' میں ہمیں واقعات کا تنوع ملتا ہے یعنی اگر رزم ہے تو اس کے بعد بزم ہے۔ اگر ساحری کا کوئی معرکہ ہے تو اس کے بعد عیاری ہے، رنج والم کی فضا ہے تو کچھ دیر بعد خوشی و شادمانی ہے۔ اس داستان کو بیان کرنے کے لیے جاہ ؔنے خاص طور پر اس طرز گزاری کو دانستہ اختیار کیا ہے تا کہ واقعاتی اور کردار تکرار پیدا نہ ہو اور داستان کے تمام کردار حرکت عمل میں مصروف رہیں۔

ویسے تو قارئین کے لیے ''طلسم ہوشربا'' میں دلچسپی لینے کے متعدد اسباب ہیں لیکن ایک بڑا سبب عشقیہ واقعات کو بیان اور اس بیان میں خاص طور پر سراپا نگاری اور بیان وصل سے لطف کشید کرنا ہے۔ اس داستان میں جتنے عشقیہ واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں نسوانی کردار خلوت کے لمحات میں بھرپور سرگرمی دکھاتے ہیں اور وصل و ہمبستری کے نازک لمحات کو کنائے اور استعارے کی زبان میں بڑی فن کاری سے بیان کیا گیا ہے۔ ''طلسم ہوشربا'' کا بیانِ وصل قاری کی آتشِ شوق کو خوب بھڑکاتا ہے۔ ''طلسم ہوشربا'' جلد اول سے بیان وصل کا انداز ملاحظہ ہو:

> ''اس وقت ملکہ اور شہزادے میں باہم بوس و کنار شروع ہوا اور سوگند سے سیارہ مختلط تھا۔ کنیزیں روبرو سے ہٹ گئیں۔۔۔ ماتھے کی افشاں اور لبوں کی مسی چھوٹ گئی۔ چولیاں مسک گئیں پائجامے میں چُرسیں پڑ گئیں سوائے وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اُٹھ نہ رہا۔ پھر ذرا ہر ایک کو ہوش ہویا۔۔۔ دیکھا تو بال سر کے کھلے ہیں رخسار پر نشان بوسوں کے ہیں کُرتی اوپر چڑھ گئی ہے، پائنچے چھوئے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہیں، آنکھیں ندامت سے نیچی ہیں۔''(5)

لکھنوئ تہذیب کھلی ڈھلی تہذیب تھی۔ عشق و عاشقی اور بوس و کنار اس کی خصوصیت تھی۔ اس کا عیب نہ تھا۔ اس داستان کا مرکزی کردار افراسیاب ساحروں کے سامنے اپنی ملکہ کے ساتھ محوِ اختلاط ہے۔ جاہ لکھتے ہیں:

> ''یہ حیرت سے بیٹھا اختلاط کر رہا تھا۔ چھیڑ رہا تھا اور بوسے لیتا تھا۔ حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے نہ ستایا کیجیے صاحب میرے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہیں۔ نگوڑی میں پسینے پسینے ہوئے جاتی ہوں اور تمہیں اپنے کام سے کام آنی بانی سے نہیں چوکتے۔''(6)

''طلسم ہوشربا'' میں بیانِ وصل اور سراپا نگاری کی تفصیلات، فحاشی اور جنس نگاری کی حدود کے قریب قریب پہنچ جاتی ہیں۔ مثلاً ملکہ لالاں خون قبا کا سراپا بیان کرتے ہوئے جاہ ؔآگے ''لذت'' کی چیز کے حوالے سے جو بے پناہ تجسس پیدا کرتے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہو:

> "سینہ گنجینہ نور چھاتیوں کا اس پر ظہور تارپستاں کو دیکھ کر نارپستاں کا سینہ شق ہوا۔ سیب وہی کا رنگ غیرت سے فق ہوا۔ شکمِ صاف شفاف تختہ بلور۔۔۔ آگے عجب لذت کی چیز ہے وہ ہنستی ہے جو موتی چگتی ہے یا وہ چور خانہ ہے جس کو کلید تمنا کھولتی ہے وہ مضمونِ حجاب ہے جس پر مہر خط شباب ہے وہ مورنی ہے کہ جو مستی میں مثال مور کے منہ سے ٹپکے تو وہ اپنی منقار میں لے لے وہ دیدۂ نور ہے جس میں وصل کی سلائی سرمہ لگائے گی۔ وہ غنچہ تنگ سربستہ ہے جس میں ہوائے تمنا بڑی مشکل سے جائے گی۔"(7)

"طلسم ہوشربا" کا ایک اہم فنی امتیاز عیّاری ہے۔ اس میں لشکرِ اسلام کی مدد کے لیے بڑی تعداد میں عیّار ہیں۔ ان تمام عیاروں کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری ہیں۔ عمرو کے ساتھ اس کے پانچ ممتاز عیار ہیں۔ مہتر قران، برق فرنگی، ضرغام شیرل، جانسوز اور چالاک بن عمرو۔ ان عیاروں کے مقابلہ کے لیے لشکر کفار میں پانچ طرح دار عیار نیاں ہیں عیار اور عیار نیاں ایک دوسرے کو زک پہنچاتے ہیں۔ لیکن قتل نہیں کرتے۔ لشکرِ کفار میں عیارنیوں کے علاوہ ان گنت جادوگرنیاں ہیں جو سحر کر کے مسلمان سرداروں کو شکست دینے کی کوشش کرتی ہیں۔ "طلسم ہوشربا" کے عیار بلا کے چالاک، ذہین اور روپ بدلنے میں ماہر ہیں۔ خواجہ عمرو کی عیاریوں کا جواب نہیں۔ وہ بلا خوف وخطر افراسیاب اور دیگر نامی گرامی جادوگروں کی بارگاہوں میں داخل ہوتا ہے۔ اپنی شاطری، چالاکی اور چرب زبانی سے ہر بار سبھی کو فریب دے کر نہ صرف قتل وغارت کرتا ہے بلکہ خوب لوٹ مار بھی کرتا ہے۔ اس کے پاس طرح طرح کے پیغمبری تحائف ہیں۔ مختلف مہمات کے دوران میں اسے ان تحائف سے خوب مدد ملتی ہے۔ "طلسم ہوشربا" جلد اول میں جاہؔ نے عمرو کے ان تحائف کی حیرت انگیز خصوصیات کے حوالے سے لکھا ہے:

> "زنبیل ایک کیسہ ہے کہ علاوہ اس دنیا کے ایک عالم اُس میں بھی آباد ہے۔ جب تم چاہو گے اُس میں سے ہر چیز جو مانگو گے نکلے گی اور جو چاہو گے وہ اس میں رکھو گے۔ گلیم عیاری ایسی ہے کہ جب تم اسے اوڑھ لو گے تم سب کو دیکھو گے اور تمہیں کوئی نہ دیکھے گا اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہے کہ اگر کروڑوں من وزن کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے سواسیر کی ہو کر اُس میں آجائے گی اور جہاں کہیں منڈھی کھڑی کرو گے اور اس کے نیچے بیٹھو گے کوئی گرفتار نہ کر سکے گا۔"(8)

عمرو کو ان تحائف کے علاوہ جبرائیلؑ نے تین دانے انگور کے کھلائے تھے۔ ان میں سے ایک دانے کی یہ خصوصیت ہے کہ عمرو لحن داؤدی رکھتا ہے۔ دوسرے دانے کی یہ خاصیت ہے کہ وہ بہتر صورتیں بدل سکتا ہے اور تیسرے دانے کا اعجاز یہ ہے کہ وہ ہر قوم کی زبان سمجھ اور بول سکتا ہے۔

عمرو کا کردار "طلسم ہوشربا" کا سب سے پیچیدہ مگر جاندار کردار ہے۔ اس کی ذات میں بیک وقت اتنی خوبیاں اور اتنی خرابیاں جمع ہیں۔ کہ اسے مجموعۂ اضداد کہنا بے جا نہ ہو گا۔ وہ بلا کا بہادر بھی ہے اور بزدل بھی۔ وہ ہمارے وہم و گمان سے بھی زیادہ دولت کا مالک ہے۔ لیکن پھر بھی حد درجہ حریص اور لالچی ہے۔ وہ وفادار بھی ہے اور بے مروت بھی۔ قدم قدم پر دھوکا دینا، فریب کا جال بُننا، اس کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ "طلسم ہوشربا" میں ظرافت اور طنز و مزاح کا زیادہ تر حصہ عمرو کی حرکتوں پر منحصر ہے۔ عمرو کا یہ کثیر الجہتی رویہ اسے اردو ادب کا لافانی کردار بناتا ہے۔ اس حوالے سے کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

> "وہ عجب مجموعہ اضداد ہیں، تمسخر اور سنجیدگی، بزدلی اور جان بازی، سختی اور نرم دلی بیک وقت ان کی شخصیت میں موجود ہیں۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ عمرو عیار کی تخلیق ایک کارِ خیر ہے۔"(9)

عمرو نے لقا کو جو لقا پرستوں کا خدا ہے بارہا زچ کیا ہے۔ وہ لقا کی تیس گز لمبی داڑھی کو پیشاب سے کئی بار مونڈ چکا ہے۔ شاہ جادواں افراسیاب کو کوئی بار بے وقوف بنا چکا ہے۔ ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب اور ملکہ بہار جیسی بڑی ساحراؤں کو شیشے میں اتار چکا ہے۔ "طلسم ہوشربا" کی سب سے بدصورت بلا ملکہ تاریک شکل کش کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔ غرضیکہ بہادری، چالاکی، عیای میں اس جیسا کوئی دوسرا کردار اردو ادب کی کسی دوسری داستان یا ناول میں نہیں ملتا۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

"طلسمِ ہوشربا" کی فنی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی اس میں سحر و ساحری اور جادو کے کرشمے ہیں۔ سب سے بڑا جادوگر افراسیاب ہے۔ وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ اس کے لشکر کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ ساٹھ ہزار ملک اس کی عملداری میں ہیں۔ وہ ان ملکوں میں جگہ جگہ کی سیریں کرتا پھرتا ہے۔ اس کے پاس ایک کتاب سامری ہے جس میں وہ "طلسم ہوشربا" میں رونما ہونے والے واقعات کو براہِ راست دیکھ سکتا ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ بہبودی کا حال بتا سکتا ہے۔ اس کا بایاں ہاتھ نحس گھڑی کے متعلق بتاتا ہے۔ ویسے تو اس کے کئی ٹھکانے ہیں لیکن وہ زیادہ دیگر باغ سیب میں رہتا ہے۔ جب بھی کوئی ساحر مرتا ہے اس کے بیر ساحر کی موت کی خبر افراسیاب کو کر دیتے ہیں۔ عمروؔ اور دیگر عیار بار بار افراسیابؔ کو شکست تو دیتے ہیں لیکن وہ کسی کے ہاتھوں مارا نہیں جاتا۔ افراسیاب کی طاقت اور اس کی موت کی ترکیب کے حوالے سے جاہؔ "طلسم ہوشربا" میں لکھتے ہیں:

"افراسیاب کے دہنے ہاتھ میں حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ میں اس کی ذات کا حال بدی اور شر فساد و ذلت و ادبار ظاہر ہوتا ہے اور سات شخص نہایت زبردست اور معزز طلسم ہیں کہ ان کے ہم زاد دریائے نیل میں رہتے ہیں اور جب تک وہ ہمزاد نہ مارے جائیں وہ ساتوں شخص بھی قتل نہ ہوں گے۔"(10)

افراسیابؔ کے پاس ہزاروں فولادی پتلے ہیں جن کو وہ مسلمانوں کے مقابلے میں بھیجتا رہتا ہے۔ اس کے پاس سات بجلیاں بھی ہیں جو مخالف لشکر پر برق بن کر گرتی ہیں مگر ان تمام تر وسائل کے باوجود کفر و اسلام کے معرکوں میں اسے ہمیشہ شکست ہوتی ہے۔ کبھی کبھار اسے فتح بھی ملتی ہے مگر یہ عارضی اور لمحاتی ثابت ہوتی ہے اور حتمی فتح و نصرت مسلمانوں کا مقدر ہی بنتی ہے۔ پے در پے ناکامیوں سے تنگ آ کر افراسیاب پردۂ ظلمات میں چلا جاتا ہے اور اپنی زوجہ ملکہ حیرتؔ سے پیغام رسانی کے لیے اپنی شبیہ سے کام لیتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کوئی قدیم داستان نہیں بلکہ سائنس فکشن پڑھ رہے ہوں۔ افراسیاب کہتا ہے:

"اب میں بھی پردۂ ظلمات میں رہا کروں گا۔ طلسم ظاہر میں نہ آؤں گا۔ حیرت عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ میں حکم احکام کس سے دریافت کروں گی۔ افراسیاب نے جواب دیا کہ تم خود پردۂ ظلمات میں آنا اور اگر میں تمہارے پاس آؤں گا تو آئینہ سحر کے اندر رہوں گا اور تم دیکھو گی میں بیٹھا باتیں کر رہا ہوں۔ مگر میں نہ ہوں گا میری صورت کا پُتلا ہوگا۔"(11)

"طلسم ہوشربا" کے جادوگر اور ساحرنیاں زبردست قوتوں کے مالک ہیں۔ ملکہ بہارؔ ایسا سحر کرتی ہے کہ ہر طرف بہار کا موسم چھا جاتا ہے۔ خوشبودار ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ چاروں طرف پھول ہی پھول کھل اٹھتے ہیں۔ رعد ایسی چیخ مارتا ہے کہ زمین و آسمان لرز اٹھتے ہیں۔ شکیل جادو آسمان سے پانی برساتا ہے جس پر بھی وہ بوند پڑتی ہے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ غنیم جادوؔ دھوپ پیدا کرتا ہے جس پر وہ دھوپ پڑتی ہے وہ پتھر بن جاتا ہے۔ خاموش جادوؔ کا غذ کا آفتاب بنا کر آسمان پر ٹانک دیتا ہے اور چاروں طرف دھوپ پھیل جاتی ہے۔ غرض کہ "طلسم ہوشربا" میں ہر ساحر اور جادوگرنیاں، نایاب اور ہوشربا سحر کرتے ہیں۔ "طلسم ہوشربا" کی سحر سازی کی نیرنگیوں کا اعتراف کرتے ہوئے گیان چند نے لکھا ہے:

"داستانِ امیر حمزہ میں سحر جس انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ خیال اُس سے زیادہ نہیں سوچ سکتا اردو کے کسی قصے میں طلسم ہوشربا کے ساحروں کے جواب کے ساحر نہیں۔ ہوشربا پڑھنے کے بعد ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور داستان میں سحر و ساحری ہے ہی نہیں۔"(12)

"طلسم ہوشربا" میں لکھنوی معاشرت کے مرقعے جابجا ملتے ہیں، لکھنوی لباس، طعام، رسوم و رواج اور لکھنوی روزمرہ کی جس قدر فراوانی اس داستان میں ملتی ہے۔ لکھنؤ کی کسی دیگر داستان میں نہیں ملتی۔ اس کا اسلوب مفرس، مقفیٰ اور مسجع ہے لیکن اس میں سہل، سلیس اور سادہ عبارتوں کی بھی کمی نہیں۔ بیگماتی زبان اور محاوراتی اسلوب اس کی خاص شناخت ہے۔ اس داستان میں جتنے بڑے پیمانے پر اردو الفاظ و تراکیب، محاورات، ضرب الامثال اور تلمیحات ملتی ہیں۔ وہ جدید اردو نثر کے لیے ایک نادر خزینہ ہیں۔ اس داستان کی اسلوبیاتی اہمیت کے حوالے سے محمد حسن عسکری لکھتے ہیں:

"ہوش ربا میں الفاظ اور محاورات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو یونہی بے کار پڑا ہے اردو زبان اور ادب کو ترقی دینے کے لیے ہمیں ان تمام الفاظ اور محاوروں سے دوبارہ واقفیت پیدا کرنی پڑے گی۔ جنہیں ہم نے اپنی بے اعتنائی اور بے نیازی میں بھلا دیا ہے۔ اس لیے "طلسم ہوشربا" پر جو محنت ہو گی اس کی حیثیت صرف تاریخی اور علمی تحقیق کی نہیں ہو گی بلکہ اس کا اثر ہمارے ادب پر بھی پڑے گا۔"(13)

"طلسم ہوشربا" ایک محیر العقول داستان ہے۔ اس میں عجائب و غرائب کا بیان، وقوعات کی بے نہایت تعداد، سراپا نگاری اور باغ، کوہستان، لشکر اور سواریوں کی آرائش ایسی باکمال ہے کہ کسی اور داستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ داستان کے فن میں جاہ قمرؔ سے زیادہ طاق ہیں۔ وہ داستان کا چہرہ ہی کچھ اس فنی عمدگی سے بیان کرتے ہیں کہ قاری کا دل اس داستان کی جانب کھنچتا چلا جاتا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقیؔ نے "طلسم ہوشربا" کی تحسین کرتے ہوئے لکھا ہے:

"زرق برق دنیاؤں، سحر و ساحری کے کرشموں، نئی تفصیلات سے نئی داستانوں کا پیدا ہونا ان سب کے باعث "طلسم ہوشربا" کو داستان (طویل) کا گلِ سر سبد کہنا غلط نہ ہو گا۔"(14)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر "طلسم ہوشربا" اتنی اہم اور دلچسپ داستان ہے تو اس سے اس قدر بے اعتنائی کی وجہ کیا ہے۔ جس کا بڑا سبب پہلے تو اس داستان کی بے جا طوالت ہے جس کی وجہ سے دورِ جدید کا قاری اسے پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ یہ قدیم رسم الخط اور قدیم املا میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کے متن کی تدوین کی بجائے پرانے متن کے عکس کی شائع کیے جا رہے ہیں۔ جن میں سے کتنے ہی الفاظ اور بعض جگہوں پر کئی جملے ناخواندہ ہیں۔

داستان کی تفہیم میں اس کی فرہنگ کی تیاری ضروری ہوتی ہے۔ "طلسم ہوشربا" کی فرہنگ تو اکبر حسین قریشی نے تیار کی مگر اس کی مفصل فرہنگ کی تیاری اردو ادب والوں پر قرض ہے۔ "طلسم ہوشربا" میں تکرارِ واقعات، تکرارِ الفاظ اور وحدتِ تاثر کی کمی جیسے نقائص بھی موجود ہیں۔ مگر مجموعی طور پر اس کے ادبی محاسن اتنے زیادہ ہیں کہ اس کے یہ عیب نظر ہی نہیں آتے۔

حوالہ جات

1۔ عابد رضا بیدارؔ، پیش گفتار، مشمولہ: مقدمہ طلسم ہوشربا، مرتبہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، نئی دہلی: لبرٹی آرٹ پریس، س ن، ص:4
2۔ حافظ علی بہادر خاں، طلسم ہوشربا، مشمولہ: آج کل (مدیر بالمکندے عرش)، دہلی: جلد 17، شمارہ 10 مئی 1959ء، ص:9
3۔ کلیم الدین احمد، اردو زبان اور فن داستان گوئی، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اشاعت اول، 1990ء، ص:34
4۔ جاہ، محمد حسین، طلسم ہوشربا، جلد اول، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2013ء، ص:64
5۔ ایضاً، ص:639
6۔ ایضاً، ص:46
7۔ ایضاً، ص:940
8۔ ایضاً، ص:8
9۔ کلیم الدین احمد، اردو زبان اور فن داستان گوئی، ص:61
10۔ جاہ، محمد حسین، طلسم ہوشربا، جلد اول، ص:208۔209
11۔ ایضاً، ص:152۔153
12۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، اردو کی نثری داستانیں، لاہور: فکشن ہاؤس، 2019ء، ص:466
13۔ حسن عسکری، مضمون مشمولہ: مقدمہ طلسم ہوشربا، ص:15
14۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، ساحری، شاہی وصاحب قرانی، جلد پنجم، نئی دہلی: ایم۔ آر پبلی کیشنز، 2020ء، ص:230